Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۴ جون ۱۹۲۴ء | نمبر ۲۳

مسئلہ ارتقاء بشری

ہر احمدی کیلئے مفید مضمون

اِنْ کُنْتَ تَطْلُبُ عِزًّا فَادَّرِعْ تَعَبًا
اَوْ فَارْضَ بِالذُّلِّ وَاخْتَرْ رَاحَۃَ الْبَدَنِ

کون نہیں جانتا کہ انسانی فطرت ترقی اور بلندی کی خواہشات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اسی قسم کے چند امتیازات انسان کو دوسرے حیوانوں پر ہیں۔ ورنہ صرف وجود کوئی ایسی شے نہیں۔ کہ جس کی قدر کی جائے کیا حیوانات کا وجود نہیں۔ کیا ان کو سردی اور گرمی سے ہماری طرح تکلیف نہیں ہوتی۔ کیا وہ کھانے پینے کے محتاج نہیں ہوتے۔ کیا ان کا جسم ہمارے جسم کی طرح نہیں ہوتا۔ کیا وہ ہاتھ پاؤں کان آنکھ منہ نہیں رکھتے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان کو کسی شمار میں نہیں لاتے۔ ہزاروں ہزار خوبیاں حیوانوں میں ایسی ہیں۔ جو ہم میں نہیں ہیں۔

عنبر حیوانات ہی سے نکلتا ہے۔ کستوری حیوانات ہی کر ملتی ہے۔ موتی حیوانات ہی پیدا کرتے ہیں۔ انسان اس کی مثال لانے سے عاجز ہے۔ مگر پھر بھی اس کو حقیر اور ذلیل خیال کرتے ہیں۔

درختوں کے اندر بھی تو جان ہے۔ اگرچہ انکی زندگی اور رنگ میں یعنی ایک خمول کے رنگ میں ہے۔ مگر آج اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ جبکہ حقایق انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ ورنہ ایک عارف انسان آج سے کبھی ہزار سال پیشتر اسلام کے طفیل درختوں کی روح کا قائل تھا۔ جیسے قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ "والنجم والشجر یسجدان" سجدہ جو خدا کے لئے کیا جاتا ہے۔ وہ عبادت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

پس خدا کی عبادت ذی روح ہستی پر ہی واجب ہوتی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں ستاروں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ پس ہم اس سے منکر نہیں۔ کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی زندہ مخلوق بعض ستاروں میں موجود ہو۔ جیسے کہ ایک عرصہ سے محققین مریخ اور چاند اور بعض دیگر ستاروں کی نسبت شور مچا رہے ہیں۔

بلکہ ایک امریکہ کا محقق تو اپنی تحقیق میں یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ وہ آئندہ گرما میں چاند میں ایک گولہ پھینکنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

الغرض جبکہ روح درختوں اور پتوں میں بھی ہے۔ کیڑے مکوڑوں میں بھی ہے۔ تو صرف اس خیال سے کہ ہم ان سب سے اچھے ہیں۔ اپنے آپ کو بڑا بنا لینا تو بہت آسان ہے۔ مگر حقیقت اس کے خلاف ہے۔

بڑے اور چھوٹے ہونے کے لئے بعض صفات کی ضرورت ہوتی ہے جن میں وہ پائی جاتی ہیں۔ وہ بڑے کہلاتے ہیں۔ اور دوسرے چھوٹے۔

ان صفات میں سے ایک ترقی کرنے کی روح ہے غور کرو۔ ہندوستان میں تو اچھوت قوموں کے نام سے وہ سنگدلانہ ظلم کئے جاتے ہیں۔ جن کو سن کر انسانی روح کانپ جاتی ہے۔ انسانوں سے جس کی نسبت خود ہی مہذب انسان یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ دنیا کے اندر خدا کی بہترین مخلوق ہے۔ وہ اپنے ہم جنسوں پر ایسے ظلم کرتا ہے۔ کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔

بعض جگہ انسان اپنے ہم جنسوں سے کتوں کی طرح سے سلوک کرتا ہے۔ اور ان کو غیر ذی روح اشیاء کی طرح سے ٹھکرا کر پھینک دیتا ہے۔

کیا تم نے کبھی غور نہیں کیا۔ کہ یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے۔

اس لئے کہ انسان ان انسانوں کو انسانی دائرے میں بہت پیچھے کھڑے دیکھتا ہے۔ ان کی طبیعتوں میں

(انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپکر تراب منزل قادیان سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک جمود ہے۔ ایک خمول ہے۔ وہ اپنی زندگی کا کوئی مقصد سوائے اس کے کہ وہ دوسروں کے دروازوں پر پڑے رہیں اور کچھ نہیں جانتے۔ ان کی زندگی نہایت سفلانہ طور پر گذرتی ہے۔ انسانی ترقیوں کے راستے میں وہ بہت بڑی روک بن جاتے ہیں۔ بعض اوقات پر انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کو ٹھکرا دے بھنگی کیوں ذلیل خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے اندر ترقی کی روح نہیں اور وہ دنیا میں اپنی زندگی ایک چوپائے سے بڑھکر نہیں گذارتا۔ ان کے ہاں کوئی تعلیم نہیں۔ کوئی اخلاق نہیں۔ کوئی شریعت نہیں۔ جو کچھ ہے اس کا دل وہی اس کا راہنما ہے۔ اور ہر بات میں وہ اسی کی پیروی کرتا ہے۔

اسی طرح تمام وہ اقوام جو کہ ترقی نہیں کرتیں۔ یا ترقی کی روح جن کے اندر مر چکی ہے۔ وہی دنیا میں ذلیل اور گری ہوئی ہیں۔

ان کے مردوں کی حالت مُردوں سے کم نہیں۔ اور ان کی عورتیں ایک مصیبت زدہ دیوانی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

حالانکہ قدرت کے نظامات کو وہ دیکھتے تھے۔ کہ وہ انسان کو بہت آگے لیجانے والے ہیں۔

پس وہ انسانی سوسائٹی کے لئے ایک روک ہو گئے انہوں نے انسانی ترقی کو روکدیا۔ جس ملک میں بھی یہ جمود یہ خمول موجود ہے۔ اس ملک کو جا کر دیکھو کہ وہ ملک کسقدر گرا ہوا ہے۔

حبشہ کے بعض بازاروں میں میں نے خود دیکھا کہ انسانیت عجیب حالتوں میں چلتی پھرتی نظر آتی تھی۔ ان کی زندگی بہت مختصر کپڑے کی محتاج ہے۔ انکو جوتوں کی ضرورت نہ تھی۔ ان کے لئے دنیا کی ساری ترقیات عبث ہیں۔ کیونکہ وہ ابھی پہلی منزل بھی طے نہ کر چکے تھے۔

اسلام انسان کو جمود سے نکالکر ترقی کی طرف لیجاتا ہے۔ قرآن حکیم کی آیت اس فلسفہ کو بیان کر رہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ رب کا لفظ ہی بتلاتا ہے کہ انسان نطفہ سے ترقی کرکے آگے آیا ہے۔ کیونکہ رب کے معنے ہیں نطفہ کی حالت سے لیکر اخیر وقت تک انسان کی ربوبیت کرنے والا۔

پس دیکھو کس تفصیل سے اسلام ہم کو ہماری پیدائش کی حقیقت سے آگاہ کرتا ہے۔ کہ ہم نے کن حالتوں میں ترقی کی۔ یہ ہماری جسمانی حالتیں ہیں۔

اسی طرح سے روح کی حالت ہوتی ہے۔ اور اس کی ترقی کے مدارج ہیں۔

پس اسی طرح انسان کے تمام کاموں میں ترقی کے مدارج ہیں۔

یاد رکھو کہ جب انسان بلندی کی طرف چڑھتا ہے تو وہ اپنے نیچے ایک پستی چھوڑتا چلا جاتا ہے۔ اور جیسے جیسے وہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ یہ پستی بھی گہری ہوتی جاتی ہے۔ پس ایک ترقی کا مقابل وجود ہے جس کا نام پستی ہے۔ جو بلندی سے گرتا ہے۔ وہ پستی کے ایسے سمندر میں گرتا ہے جہاں انسانی ہڈیاں چُور چُور ہو جاتی ہیں۔ اب اس اصل کے ماتحت دیکھو کہ وہ انسان جو گرے ہوئے ہیں ان کی ہڈیاں دراصل ٹوٹ چکی ہیں۔ اس لئے اب ان کے اٹھنے کی امید نہیں۔ ہاں ان کے بچوں کی پرورش کا انتظام اگر وہ لوگ کرسکیں جو کہ ارتقاء کے معنے جان چکے ہیں۔ اور زندگی کی بہترین مرغزاروں میں آباد ہو چکے ہیں۔ تو بیشک یہ ایک فک رقبہ سے کم نہیں۔ کہ تم نے ایک اور جہالت کے دیو کے پنجے سے چھڑالی۔ ایک غلام کو آزاد کرنے سے یہ بہتر ہے کہ تم آج انسان کی اولاد کی تربیت کرو۔ اور اس حصہ کی جو تم میں سے اور تمہارے لئے تمہارے ملک کیلئے تمہارے سپاہیوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

پس اس سے بڑھکر اور کیا خوبی ہو سکتی ہے کہ اس انسان کو جو کہ آگ میں پڑا ہوا تھا۔ تم نے کھینچکر نکال لیا۔ اور اس کو جو کہ طوفان میں غرق ہو رہا تھا اپنی کشتی میں بٹھا کر اس کی جان بچائی۔

بہت سے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کا تعلق قوم سے کچھ بھی نہیں خیال کرتے۔ بلکہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق ہمارے وجود تک ہے۔ اسی لئے وہ قوم سے الگ تھلگ پڑے رہتے ہیں۔ اور یقیناً جب وہ مرتے ہیں تو کسی کو کانوں کان بھی خبر نہیں ہوتی۔ اور انسانی آبادی اس موت پر تاسف نہیں کرتی۔ اور اس کے مقابل میں بہت سے اپنے وجود کو قوم کا ایک بہترین جز بنا لیتے ہیں۔ ان کی تکلیف سے ساری قوم چلا اٹھتی ہے۔ یہ بھی روزمرہ کے مشاہدات ہیں جن کو ہم اور تم سب دیکھتے ہیں۔

پس اس سے ایک راز حل ہو جاتا ہے۔ کہ انسان کے اندر یہ مقدرت ہے۔ کہ وہ چاہے تو انسانی آبادی سے کٹ کر الگ ہو جائے۔ اور چاہے تو ساری قوم سے ایک گہرا تعلق پیدا کرے۔ وہ جو جدا ہوتا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو کاٹ کر پھینکدیا۔ اور دوسرے نے ترقی کی اور دلوں کے اندر پرورش پاتا چلا گیا۔

یہ وہ امور ہیں جن کو ہر انسان کر سکتا ہے۔ اور وہ کسی مجلس میں معزز اور ذلیل ہو سکتا ہے۔

یہ ہم نے دیکھا ہے کہ پست سے پست انسان بھی اپنے اندر یہ خواہش پاتا ہے۔ کہ وہ بھی معزز جانا جائے خواہ کسی ہی طبقہ میں کیوں نہ ہو۔

چنانچہ ایک بھنگی اور سانسی۔ ایک چور اور ڈاکو بھی اپنے آپ کو عزت دار خیال کرتا ہے۔ اگرچہ حصول عزت کیلئے اس کے دل میں کوئی خواہش یا کوئی تڑپ نہیں۔

پس یہ خواہش ہر انسان میں موجود ضرور ہے۔ دنیا داروں میں ناک نہ کٹ جانے کا مشہور مقولہ ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو بلند بنانے کی خواہش کے نیچے ہے۔ ان ہی امور سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فطرتاً ہر ایک شخص ترقی چاہتا ہے۔ لیکن وہ اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور وہ جسقدر حاصل کر لیتا ہے۔ اسی قدر معزز ہو جاتا ہے۔ اور جسقدر اس کے مخالف سمت میں گرتا ہے اسی قدر وہ پستی میں چلا جاتا ہے۔

جیسے انسان کے اندر قوتیں ہیں انکو استعمال کرکے ہم مفید کام کر سکتے ہیں۔ اور اچھے نتیجے حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے ان کے استعمال نہ کرنے سے یا ان کے نہ جاننے سے ہم ان تکلیفوں میں پڑتے ہیں۔ جن کے اندفاع کے لئے خدا نے وہ قوتیں دی تھیں۔

پس معزز وہی ہے جو کہ ان قوتوں سے کام لیتا ہے۔ اور ذلیل وہی ہے جو ان سے کام نہیں لیتا۔ وہی راقی انسان ہے جو کہ اپنی ترقی سے یہانتک پہنچ جاتا ہے کہ وہ ملک اور اپنی قوم کے لئے بھی اسی طرح مفید ثابت ہوتا ہے۔ جیسے اپنے نفس کے لئے۔ کوئی اس سے یہ خیال نہ کرے کہ میرا خیال میری رائے میرا فلسفہ قرآن کریم کے اس فرمان عالی کے مخالف ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

حقیقت یہ ہے کہ انسانی ہستی دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ روح اور جسم کا۔ تقوے کا تعلق روحانیت کیساتھ ہے۔ اور روحانیت جسمانیت سے الگ ہوکر اپنے کمالات نہیں دکھا سکتی۔

لیکن یہ دنیا جس میں ہم آباد ہیں۔ اس دنیا میں انسان ایک تمدنی ترقی بھی چاہتا ہے۔ اور یہی وہ بحث ہے جس پر میں بحث کر رہا ہوں۔ ورنہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کی آیت کریمہ اسی امر کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ جسطرح تمہارے اندر یہ روح ہے یہ خیال ہے کہ تم اپنے ہم جنسوں میں معزز اور مکرم بنو۔

مومن میں یہ روح اس سے بہت زیادہ تیزی سے حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کہ وہ خدا کے حضور معزز بنے

پس خدا فرماتا ہے۔ کہ اگر تم میں یہ خواہش ہے۔ تو آؤ ہم تم کو ایک راز بتلا دیتے ہیں۔ تم ہمارے حضور اس سے معزز ہو سکتے ہو۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہمارے حضور میں تقوے معزز کرتا ہے۔ اور متقی مکرم ہوتا ہے۔

پس جسقدر تم اتقاء میں ارتقاء کروگے اسی قدر ہمارے حضور مکرم ہو جاؤگے۔ اور جس قدر اتقاء سے دور ہوتے چلے جاؤگے اسی قدر لعنت اور غضب کی زندگی تم کو میسر ہوگی۔ اور تم اندھیری غاروں کے اندر جا پڑوگے۔ اور اس دنیا کے بھنگی اور سانسی تم سے ہزار درجے اچھے ہوں گے۔ اور تم دنیا کی ذلیل ترین مخلوق شمار کئے جاؤگے۔ اسی اصل کو سیدی و مولائی مسیح موعودؑ نے یوں پیش فرمایا ہے۔ ؎

ہمیں اس یار سے تقوے عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اِک جوہرِ سیفِ دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(93)
Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی اک فخر شانِ اولیا رہے
بجز تقوے زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یار دکہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہیں دار الجزا ہے
مجھے تقوٰی سے اس نے یہ جزا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
عجب گوہر ہے جس کا نام تقوٰے
مبارک وہ ہے جس کا کام تقوٰے
سنو! ہے حاصل اسلام تقوٰے
خدا کا عشق مے اور جام تقوٰے
مسلمانو! بناؤ تام تقوٰے
کہاں ایماں اگر ہے خام تقوٰے
یہ دولت تو نے مجھکو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس میں سید و مولی کس وضاحت کے ساتھ تقوٰے کے متعلق فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تقوٰے ہی وہ شے ہے جس سے ولایت حاصل ہو سکتی ہے۔ تقوٰی ہی وہ شئے ہے جو خدا کی محبت اور عشق دے سکتا ہے۔ جتنے کہ وہ اپنے وجود کو پیش کر کے فرماتے ہیں۔ کہ یہ جو تم آج دیکھتے ہو کہ اس عظیم الشان مقام پر میں پہنچ گیا۔ اور اس زمانہ کا عظیم الشان نبی کہلایا۔ اس کی وجہ صرف تقوٰے تھا

پس انسانی زندگی دو حصوں میں سے گذرتی ہے روحانی اور جسمانی۔ روحانی ترقیوں کا راز تقوٰے ہے۔ اور تقوٰے میں جس قدر ازدیاد کوئی کریگا اسی قدر وہ اللہ کے حضور مقرب ہو سکے گا۔ مگر جسمانی زندگی میں بعض اور بھی اصول ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان قوتوں سے جو خدا نے انسان کے اندر ودیعت کی ہیں۔ وہ کام لے اور اگر وہ نہیں لیتا تو دنیا میں معزز اور موقر نہیں ہو سکتا۔

پس ایک طرف خدا نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کے ہر کام میں مدارج اور ارتقار کا وسیع میدان رکھ دیا۔ اور پھر اس کے جسم میں بعض عجیب عجیب قوتیں رکھ دیں اور پھر اس سے بھی آگے چلکر ان قوتوں کے مطابق زمین میں ہزاروں لاکھوں چیزوں کو مخفی کر دیا تاکہ انسان ان چیزوں کی تلاش کر کے فائدہ اٹھائے۔ ربنا سبحانک ما خلقت ھذا باطلا

پس دنیا میں کوئی چیز عبث نہیں۔ ہم ہر ایک چیز سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اندھا ہے وہ جو یہ کہتا ہے۔ کہ دنیا کی کسی چیز سے فائدہ مت اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ تقوٰے کے منافی ہے۔ وہ شریعت کے اصولوں سے ناواقف ہے۔ وہ خدا کی ہزاروں چیزوں کو باطل قرار دیکر انسانیت کو رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ جو کہ اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا

پس رونا تو یہ ہے کہ بہت سے ان امور کو سمجھنے سے ہی قاصر ہیں۔ اور اس لئے انہوں نے پستی میں گر کر اپنے کو تباہ کر لیا۔ اور بہت سے ایسے کہ جو ذرا آگے بڑھے مگر پھر انہوں نے اپنی زندگی کو تھوڑی سی فراخ دیکھکر اس پر راضی ہو گئے۔ اور خدا کی دی ہوئی چیزوں سے فائدہ اٹھانا نہ چاہا۔

پھر اس سے آگے ایک دائرہ نظر آتا ہے جو اور آگے گئے۔ لیکن پھر وہ بھی تھوڑی ترقی پر راضی ہو گئے۔ یہی وہ راز ہے کہ ہندوستان کے لوگ عموماً۔ مسلمان خصوصاً اس مرض میں آج مبتلا ہیں۔ انکو جس رنگ میں دیکھو وہ تھوڑے پر قانع ہو جاتے ہیں۔ اور ترقی کا نام چھوڑ دیتے ہیں۔ بہت ہیں جو تھوڑی آمدنی پر اس لئے خوش ہیں کہ زیادہ تکلیف سے بچے ہوئے ہیں۔ بہت ہیں جو انٹرنس تک تعلیم حاصل کر کے آگے بڑھنے کا نام نہیں لیتے۔ بہت ہیں جو محرری کو ساری عمر کے لئے قبول کر لیتے ہیں۔

حالانکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے اوپر کام کرنے والے حاکم انہی کی طرح سے انسان ہیں۔ مگر انہوں نے ترقی کی اور انہوں نے ترقی سے منہ موڑ لیا۔

اب غور کرو۔ ہمارا کون انسان ہے جو آج اس اصل کے ماتحت دنیا کی منزل میں پیچھے رہے۔

نجاروں کو دیکھو ان کے آلات کیسے کند ہیں۔ ایک نجار دن میں بیس مرتبہ اپنے تیشے کو تیز کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس زمانے کی فکر کا نتیجہ ہے جبکہ نہ فکر اور شریعت انہیں۔ سے۔ کوئی بھی کمال تک نہ پہنچ سکی تھی۔ وہ اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ وہ ساری عمر محنت اور مشقت سے بسر کر دیتا ہے اگر ایک دن کام پر نہیں آتا۔ تو اس کے غریب بچے بھوکے مرنے لگتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دیسکتا۔ اس لئے کہ اس کی آمدنی اس کی اجازت نہیں دیتی۔ وہ کام کو گرکر چور ہو جاتا ہے۔ اور بعد میں تھوڑے پیسے اس کو مل جاتے ہیں۔ اس کو لوگ بڑی مجلس میں آنے نہیں دیتے۔ وہ کسی امیر کے برابر کرسی پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اس کی مجلس میں اسکو کھڑا رہنا ضروری ہے اس لئے کہ وہ نجار ہے۔

آہ افسوس! اس طرح ہم نے انسانی سوسائٹی کے بہت سے حصوں کو ذلیل کر ڈالا۔

آؤ اب ہم جلاہے کی طرف دیکھیں جو کہ وطنی کپڑا کات رہا ہے۔ کھدر کو دیکھو کس قسم کی شکل ہے۔ موٹی جھوٹی جس کو پہننا پسند نہیں کیا جاتا۔ کہا جا سکتا ہے کہ سوراجی حضرات پہن رہے ہیں۔

سو یاد رہے کہ یہ حضرات تو آج سے پانچ سال قبل بھی اس زمین پر آباد تھے۔ اور کھدر بھی موجود تھا۔ جولاہے بھی زندہ پھر کیوں نہیں پہنتے تھے۔

پس آج جو کچھ ہے یہ تو ان کی ایک قسم کی سیاست کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اس سے ان کو بھی انکار نہیں۔ ہو سکتا۔ کہ غیر قومیں اس سے زیادہ عمدہ کپڑا پہنتی ہیں۔

اب اپنے جولاہے کو دیکھو کہ وہ زمین میں ایک قبر کھود کر سارا دن اسمیں بیٹھا ہوا پاؤں ہاتھ اور سارے جسم سے یہ مشقت کرتا رہتا ہے۔ اور اسکی بیوی بچے بھی اس میں لگے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی اس کی روزانہ آمدنی ایک روپیہ سے آگے نہیں جاتی۔

اس کی صحت خراب ہے۔ جہاں جولاہے کا نام آیا بس یہ ضمانت ہو گی کہ کسی بیوقوف کا ذکر ہے۔ وہ ہمارے ہاں ذلیل ہے

آؤ ذرا اپنے لوہار کو دیکھیں جس نے ایک چابی بنانے کے لئے کسقدر مشقت اٹھائی ہے۔ اور کئی گھنٹے صرف کر کے ایک چابی تیار کی ہے۔ لوہے پر لوہا کوٹتا رہا۔ کٹھالی میں دھونکنی دھونکتا رہا۔ اور وقت ضائع کیا۔ کبھی دفعہ چابی بن کر ٹوٹ گئی۔ اب جبکہ بن کر تیار ہو گئی۔ تو وہ مالک سے ڈرتا ہوا دس آنے کا مطالبہ کرتا۔ اور مالک دس آنے کا نام سنکر گھبرا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا سارا تالہ جو یورپ کا بنا ہوا تھا چھ آنے کی خرید تھا۔ دونوں میں لڑائی چلنے لگتی ہے۔ وہ لوہار کو بدمعاش چور ڈاکو بناتا ہے۔ اور لوہار اس کو ظالم سفاک قرار دیتا ہے۔ حقیقت میں دونوں سچے ہیں۔ دوسرا تالہ چابی سے کم قیمت میں خریدا جا سکتا تھا۔ اور چابی ہندوستانی لوہار نے کئی گھنٹے صرف کر کے تیار کی تھی اس نے اور کوئی دن میں کام بھی نہیں کیا تھا۔ بس اب لوہار ڈرتا ہے۔ کہ اگر چابی اس سے نہ لی تو میرا وقت بھی ضائع ہوا۔ بچے بھی بھوکے رہے۔

یہی حال ہمارے کمہار کا ہے۔ موچی کا ہے۔ سقے کا ہے حجام کا ہے۔ زمیندار کا ہے۔ زمیندار کے مکان پر جاکر دیکھو کیسی بے ترتیبی ہے۔ کوئی نظام نہیں۔ کھیتی کا کوئی اصول نہیں۔ اور اسی پر بس نہیں۔ زمیندار خود بھی اپنے آپ کو عجب تشبیہ دیتا ہے۔ تو نباتات سے دیتا ہے۔ چنانچہ پنجابی زمیندار ہمیشہ کہتا ہے کہ "جی ہم تو جاٹ بوٹ ہوئے" پس اس کی زندگی اسقدر پست ہے کہ وہ خود بھی اس کا احساس کرتا ہے۔

یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف زمینداروں کی اور پیشہ وروں کی حالت ہے۔ ہمارے تعلیم یافتہ بھی ترقی کے میدان میں اسی طرح پست ہیں۔ جیسے کہ جاہل۔

آؤ ذرا میں تم کو اپنے ایک طبیب کی مجلس میں لے چلوں جو کہ زمین پر ایک چٹائی بچھا کر بیٹھا ہوا ہے۔ اور اسی پر کچھ پڑیوں اور کچھ مختلف قسم کی بوتلوں میں ادویات پڑی ہیں صبح سے لیکر شام تک بیٹھا رہتا ہے۔ رات کو جاکر پوچھو آمدنی کیا ہوئی۔ تو مندرجہ ذیل جواب کے قریب قریب جواب ملیگا۔ ایک زمیندار آیا تھا۔ وہ تھوڑی سی سبزی لے آیا تھا۔ وہی گھر میں آج پکالی گئی ہے۔ بالن تھا نہیں۔ اور آج پیسہ بھی کوئی نہیں آیا۔ آخر تنگ آکر میں خود فلاں کے مکان پر گیا اور وہاں سے انکو کہکر کچھ ایندھن اٹھوا لایا۔

اپنے پرانے مدرسوں کو دیکھو۔ وہی مسجدوں میں بیٹھے ہوئے تنگ و تار حجروں میں پرانی طرز کے قصے دہرا رہے ہیں۔

ایک ایک لفظ کے ہجے ہو رہے ہیں اور پھر ان کو جوڑ جوڑ کر کلمے بنوائے جا رہے ہیں۔ یا للعجب

اب غور کرو کہ کیا دنیا کی یہی حالت ہے اور کیا ساری دنیا اسی طرح سے گامزن ہے۔ وہ جن کو ہم جہنم کے ایندھن خیال کرتے ہیں۔ کیا وہ اس لئے ترقی کر گئے کہ وہ ایندھن ہیں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم کو آگے چلکر بہت کچھ ملیگا۔ خدا کے ساتھ رشتہ کی امید ایک عجیب امید ہے وہ مقام تو خشیۃ اللہ اور تقوےٰ کا ہے۔

کون جانتا ہے کہ کون اس کا مقرب ہوگا۔ اور کون بعید۔ بیشک ایک انسان نمازیں پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر ریا رسے ہے۔ پس اس کی عبادتیں ہیچ ہیں۔ اور ان کی کوئی قیمت نہیں۔ وہ اگر اپنی عبادات پر دھوکہ کھا رہا ہے تو یہ اس کی سخت نادانی ہے۔ پس ایسے شخص کی مثال اس نادان کی طرح ہے جس کی نسبت کسی نے کہا ہے۔ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

پس وہ شخص اس امید پر دنیا کی تمدن میں بھی ایک روک رہا۔ اور اس نے خدا کی نعمتوں سے بھی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کی۔ اور اپنی عبادتوں پر فریفتہ ہوا رہا۔ جس کو ساتھ ساتھ ریا کی آگ کھا رہی تھی۔

پس میرا مطلب یہ ہے کہ روحانیت ہمکو نہیں روکتی کہ ہم اس دنیا میں بھی ترقی کریں۔ اور جبکہ تم نے یہ کام یہ پیشے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ تم اس میں ترقی نہ کرو۔

آؤ اب میں تم کو تصویر کا دوسرا رخ دکھاؤں۔ اور تم کو ترقی یافتہ قوموں کے گھر میں انہی پیشوں کی حالت دکھاؤں تا تم کو معلوم ہو۔ ؎

یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

آج کا لوہار آج دنیا میں جو لوہار پیدا کیا گیا ہے اس کے لوہار ہونے میں اور ہمارے لوہار میں کسی قسم کا فرق نہیں۔ مگر آج کا لوہار اپنی عقل سے ان تمام اشیاء سے جو خدا نے اس کے کام کے لئے پیدا کی ہیں۔ کام لے رہا ہے۔ اسی لئے وہ بڑے سے بڑے لوہے کے ٹکڑے کو آسانی سے پگھلا کر سیال مادہ بنا دیتا ہے۔ اور پھر جس قالب میں چاہتا ہے ڈھال لیتا ہے۔ اس نے ایسی ایسی مشینیں ایجاد کر لی ہیں۔ کہ آج وہ لوہار نہیں بلکہ انجنیر کہلا رہا ہے۔ اور ان مشینوں سے ایک دن میں ایک ماہ کا بلکہ ایک سال کا کام بھی ختم کر لیتا ہے۔ اس کا گھر دولت سے پر ہے۔ بڑے لوگ اس کے ملنے کے لئے آتے ہیں۔ اور اسکو فرصت نہیں کہ وہ ملے۔ اور لوگوں کو افسوس سے خالی جانا پڑتا ہے۔ وہ جو قیمت مانگتا ہے اسکو دیجاتی ہے۔ اس کا گھر عیش و راحت کا منبع ہے۔ اس کے مکان کے سامنے ہر موسم کے پھول کھل رہے ہیں۔ اور وہ اپنے بچوں کے ساتھ راحت کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس کے ہاں ہتھوڑے کی ٹھک ٹھک نہیں۔ اس کے ہاں پرانی دھونکنی کی دھک نہیں۔ وہ ایک چابی جتنی دیر میں بنا سکتا ہے اتنی دیر میں ہزاروں چابیاں اور بھی بنا لیتا ہے۔

آج دنیا میں سب سے متمول انسان مسٹر فورڈ شمار کیا جاتا ہے۔ فورڈ کون ہے۔ امریکہ کا ایک لوہار ہے۔ اور ساری دنیا سے اس کا تمول بڑھا ہوا ہے۔

پس اب اپنے اور یورپ کے لوہار میں فرق دیکھ لو۔

یورپ کا جولاہا یورپ کا جولاہا زمین کھود کر اس میں نہیں بیٹھا۔ بلکہ وہ بڑی شان سے سگرٹ منہ میں لے کر ادھر سے ادھر ٹہل رہا ہے۔ لاکھوں گز کپڑا روزانہ بن رہا ہے۔ کوئی اس کو احمق نہیں جانتا۔ کوئی اس کے پیشے کو ذلیل نہیں خیال کرتا۔ وہ اتنا کام ایک دن میں کرتا ہے۔ جس قدر سارا ہندوستان اپنے جولاہوں سے ایک ماہ میں کراتا ہے۔ اس کی دولت کا اندازہ اس سے کرو کہ لندن میں ایک جولاہا مانچسٹر میں کام کر رہا ہے ہندوستان سارے کے جسم پر اکثر اس کا کپڑا زیب تن ہے۔

پس غور کرو کیا فرق ہے اس جولاہے میں اور اس جولاہے میں۔

یورپ کا کمہار چینی کے برتن تمہارے گھروں میں موجود ہیں۔ یہی برتن سارے مشرق میں سارے غرباء میں پھیلے ہوئے ہیں۔ لاانتہا برتنوں کی تعداد موجود ہے۔ یہ کہاں سے آئے۔ یہ یورپ کا کمہار یورپ کی مٹی سے بنا رہا ہے۔ وہ ہمارے کمہار کی طرح سے گدھے لیکر ادھر سے ادھر نہیں دوڑ رہا۔ اس کے کپڑے نہیں پھٹے ہوئے۔ اس کا گھر ننگا نہیں وہ زمین پر بیٹھ کر برتن نہیں بناتا۔ وہ روڑی [illegible] اپنے آوے تیار نہیں کرتا۔ وہ بھی [illegible] شرفاء کی طرح شریف ہے۔ اور مسٹر کے لقب سے یورپ میں ملقب کیا جاتا ہے

ہمارے ملک کے برتن آج جس گھر میں ہونگے وہ اس گھر کی بدمذاقی اور غربت پر دلالت کرتے ہونگے۔ اور کوئی ان کو خریدتا تک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غریب کمہار صرف برتنوں تک اپنی محنت محدود نہیں رکھتا۔ بلکہ اور مشقتیں بھی اٹھاتا ہے۔ تا کہ کسی طرح اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالے۔ مگر یورپ کا کمہار ایسا امیر ہے کہ تمہارا وہم بھی وہاں نہیں پہونچ سکتا۔

یورپ کا سقہ تم نے اپنے سقے بھی دیکھے ہونگے۔ مگر یورپ نے اسمیں اسقدر ترقی کر لی کہ ایک سقہ اپنے گھر میں بیٹھ کر سارے شہر میں نلوں کے ذریعہ پانی دے رہا ہے۔ اور پانی کے کھال بہا دیتا ہے۔ اس سے ملنا مشکل اس سے بات کرنی دقت طلب۔ کیونکہ اس کا وقت سخت قیمتی ہے۔

یورپ کا موچی ہمارا بدقسمت موچی جسقدر ذلیل جانا جاتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ مگر یورپ کے موچی نے چمڑے کے کام میں اس قدر ترقی کی ہے کہ وہ آج چمڑے کی تجارت میں اسقدر انقلاب پیدا کر چکا ہے۔ کہ اس کو ایک منٹ کی فرصت نہیں۔ اس کا ایک ایک بوٹ آج پچاس اور سو روپیہ تک قیمت رکھتا ہے۔ اور ہندوستان کا موچی تین دن کی محنت کے بعد ایک روپیہ آٹھ آنے کی جوتی سیتا ہے۔ (ہائے افسوس)

یورپ کا حجام آج کا حجام ایک اچھا خاصہ ڈاکٹر معلوم ہوتا ہے۔ وہ محتاج نہیں کہ گلے میں تھیلا ڈالکر جگہ جگہ پھرے۔ بلکہ لوگ اس کے محتاج ہیں اور اس کی دوکان پر جاتے ہیں۔ اس سے مصافحہ بھی کرتے ہیں اور سلام بھی اور پیسہ بھی دیکر شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اس کی دوکان کئی سو روپے کے مال سے آراستہ نظر آتی ہے۔ اور اس کا فیشن ایبل شام کو ہے وہ ہندوستانی حجام کی طرح بدقسمت نہیں کہ سال میں دو دفعہ عید پر جوش گیا اس پر قانع ہو گیا۔

یورپ کا زمیندار یورپ کا زمیندار ڈیوک اور نائٹ ہو جاتا ہے۔ اس کی بڑی عزت ہوتی ہے۔

اس کے مکان میں گدھوں اور بیلوں کی لید نہیں ہوتی بلکہ مشینیں اس کی کھیتی بوتی ہیں۔ کاٹتی ہیں گھر میں لا ڈالتی ہیں۔ اور وہ ہزار ہا مشقتوں سے بچا ہوا ہے اس کی جسقدر زمین ہے۔ سب تجارتی اصولوں پر بوئی ہوئی ہے۔ پانی کا خاص انتظام ہے۔ کھادوں کا خاص اہتمام ہے۔ بونے کے علمی طریقے ہیں۔ اس کو بیلوں کے چارے کی ضرورت نہیں۔ اسکو بیلوں کے باندھنے کے لئے کمروں کی حاجت نہیں۔ اس کا وقت ضائع نہیں جاتا۔ وہ [illegible] زمینوں میں [illegible] ہے۔ اور جسقدر زمین ہمارا زمیندار چھ ماہ میں تیار کرتا ہے۔ وہ چھ دن میں تیار کر لیتا ہے۔ گیا یہ حیرت اور تعجب کا مقام نہیں ہے

اسی طرح سے تمام پیشہ ور ہیں۔ ان کو کوئی ذلیل خیال نہیں کرتا۔ اور اسکو کوئی غریب نہیں کہتا۔ اور ان پر کسی قسم کی مصیبت نہیں آتی۔ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ وہ [illegible] سے رہتے ہیں۔ اور [illegible] قابل ہم [illegible] ہیں۔

بہت سے جاہل ان تکالیف کو دیکھکر کہتے ہیں۔ کہ جی ہماری قسمت ہی ایسی ہے۔

پس یہ غلط اور محض غلط ہے۔ اپنی قسمت کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ سب نتیجے سستی کے ہیں۔ اور کام کے متعلق نادانی کے ہیں۔ ورنہ زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے۔ تم بھی وہ کچھ کر سکتے ہو جو دوسرے کر رہے ہیں۔ تم بھی اسی طرح فارغ البال ہو سکتے ہو۔ جیسے وہ ہیں۔ تم بھی معزز کہلا سکتے ہو۔ جیسے وہ ہیں۔ تم کو بھی سوسائٹی ذلیل نہیں کریگی۔ جیسے وہ ہیں۔ مگر صحیح طریق استعمال کرو۔ اور یہی میں تمکو کہنا چاہتا ہوں عرب کا شاعر کہتا ہے کہ یا تو تکلیف برداشت کر تو معزز ہو جائیگا۔ اور اگر بدن کی راحت کی فکر ہے تو اپنی ذلت پر راضی ہو جا۔

پس غور کرو کہ یہ لوگ کیا ہماری طرح سے نہیں جو اس قدر ترقی کر گئے۔ اور کیا ہم وہ ترقی کے ذرائع استعمال نہیں کر سکتے؟

اٹھو! خدا نے یہ ترقی کی راہیں سب تمہارے لئے کھولی ہیں۔ تا کہ تم دنیا میں بھی معزز اور آخرت میں بھی مکرم ہو سکو۔ یہی وہ راز ہے جو اس نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً میں رکھا۔

ان پرانے طریقوں کو چھوڑ دو اور دنیا کا مقابلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہتھیاروں سے نہ کرو۔ جو آج استعمال نہیں ہوتے۔ اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو ایک دن زمانہ تم کو چھوڑ کر آگے نکل جائیگا۔ اس وقت سوائے کف افسوس کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اے احمدی جماعت خدا نے تجھکو مسیح موعودؑ دیا تاکہ تو آخرۃ میں راستبازوں سے ہو۔ اور خدا نے تجھکو وہ زمانہ عطا کیا جو کہ اپنے عجائبات کا مجموعہ ہے۔ تاکہ تو اس سے کام لے۔

آج ایسی ایجادیں ہو چکی ہیں۔ کہ ہم ساری دنیا کو اپنا پیغام آن واحد میں دے سکتے ہیں۔ پھر کیا نادان ہے جو کہتا ہے کہ میں سب کے گھر جا کر پیغام دونگا۔

آج سواری نے وہ سہولت پیدا کر دی کہ سالوں کے سفر مہینوں میں کٹنے لگ گئے۔

پھر کیا ضعیف العقل ہے وہ جو کہ کہے کہ میں تو آج بھی اسی طرح تیس میل روزانہ چلکر فلاں شخص کو ملنے جاؤں گا۔ حقیقت میں اسکو اپنی عمر کی کوئی قدر نہیں۔ اور وہ اپنے اوقات سے کوئی محبت نہیں رکھتا ایسا شخص اگر ایک تکلیف دہ پھوڑے کی طرح نہ ہو تو کیا ہو۔

پس ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اپنے اپنے فن میں ان سہولتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کہ جو آج پیدا ہو چکی ہیں۔ تاکہ انقلابات زمانہ سے محفوظ رہیں اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کے ساتھ ترقی کے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ پس ان وعدوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنے اندر استعداد پیدا کرنی چاہیئے۔ ورنہ بہت دفعہ خدا کی عطا محض اپنی غلطی سے انسان ضائع کر دیتا ہے۔

پس خدا چاہتا ہے کہ تم کو دنیا میں بھی معزز بنائے اور آخرۃ میں بھی۔ اس لئے آخرۃ کے ساتھ ساتھ دنیا کے کاموں کے اندر ترقی کا خیال رکھو۔

پرانے طریق آج موجودہ زمانے کے مخالف ہیں۔ اور ان میں وقت بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ انسانی صحت خراب ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو آہستہ آہستہ چھوڑ کر نئے طریق اختیار کرو۔ تاکہ تم کامیابی کو اپنے قریب کر لو۔

اور آگے ہی آگے قدم رکھو۔ کہ انسانی فطرت خدا نے ایسی ہی بنائی ہے۔ اسی کا نام ارتقاء بشری ہے *

(باقی آئندہ)

شیخ محمود احمد از مصر

نوٹ:۔ دوسرے حصہ میں ان ذرائع پر بحث کرونگا۔ جو ہم کو اپنے کاموں کی ترقی کے لئے استعمال کرنے چاہئیں *

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر یورپ اور جماعت احمدیہ کا فرض

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے سفر یورپ کا اعلان فرما دیا ہے جو اسوقت تک افراد جماعت تک عموماً پہونچ چکا ہے اس اعلان میں آپ نے بالصراحت سفر کے اغراض و مقاصد اور ان مشکلات کا اظہار کر دیا ہے جو اس سفر سے مقصود اور اس کی راہ میں موجود ہیں خصوصاً آپکی صحت اور آپ کی اہلی ضروریات اور مالی مشکلات مگر باوجود ان تمام روکوں کے ہوتے ہوئے محض خدا کی رضا اور اعلائے کلمۃ الاسلام کے عظیم الشان عزم کو لے کر آپ ایسے موسم میں جبکہ سمندر میں تلاطم ہوتا ہے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کے اس سفر کو کامیاب اور بامراد کرے اور آپ کے عزائم کو اسلام کے لئے اور دنیا کیلئے بابرکت فرمائے آمین

حضرت کے اس سفر کے ساتھ جماعت کے فرائض میں ذمہ داری کا مقام بہت بلند ہو گیا ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ میں جماعت کو اس سے آگاہ کرنے کی کوشش کروں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم ان تمام سستیوں اور غفلتوں کو چھوڑ دیں جو ہمارے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہیں ہماری تمام تر توجہ خدا تعالےٰ کی طرف ہو جانی چاہیئے۔ اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کر کے دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی ان تائیدات اور نصرتوں کے لئے اہل بنانا چاہیئے جو اس کے پاک بندوں کے شامل حال ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولےٰ سے گندوں کو

پھر ہمارا فرض ہے کہ اعتصام بحبل اللہ کی تکمیل اور توثیق کے لئے اپنی تمام نزاعوں کو جو اختلاف رائے یا دنیوی تنازعات کی بنا پر پیدا ہو جاتی ہیں فوراً چھوڑ دیں اور اپنے خیالات کی قربانی کر کے

اپنے تمام بھائیوں سے صلح کر لیں

پہلا عہد صلح خدا سے باندھیں اور دوسرا اپنے بھائیوں سے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ایام غیر حاضری میں کوئی اختلافی امر پیدا نہ ہونے دیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی چند روزہ غیر حاضری میں بنی اسرائیل کی چھوٹی سی غلطی نے ان کی ترقیات کو ایک لمبے زمانہ کے لئے پیچھے ڈالدیا قرآن مجید میں یہ واقعہ موجود ہے۔ تم اس سے عبرت پکڑو۔ اور ترک ہوا کر کے مخلص فی الدین اور مخلص فی الاخوۃ ہو جاؤ۔

اس سفر میں حضرت خلیفۃ المسیح کے کان میں کوئی ایسی آواز نہ پہونچے۔ جس سے آپ اپنے عزائم میں ذرا بھی مشوش ہوں بلکہ جماعت کا فرض ہے کہ آپکی ساحل ہند نہیں بلکہ قادیان سے روانگی سے پہلے پہلے ان تمام امور کا فیصلہ کر کے جو کسی مقام پر کسی رنگ میں بھی کسی اختلاف یا تنازعہ کا موجب ہوں ترک کر کے آپکو عملی رنگ میں یقین دلا دو کہ

تم وہ جماعت ہو جو ایک فرد کا حکم رکھتی ہے

اور وہ بنیان مرصوص ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو اس سفر سے پہلے جو الہام ہوا ہے وہ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ہے۔ یقیناً یقیناً اسکا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا زندگی کی ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لئے ہے مگر وہ اپنی تمام جماعت سمیت ایک فرد ہے خدا چاہتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کی ہر حرکت و سکون خدا کے لئے ہو جائے اور یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ جو خدا تعالےٰ ہم سے چاہتا ہے۔ ہر قربانی کے بعد ایک جزائے عظیم مقرر ہے اور یہ وحی بشارت عظمےٰ ہے لیکن یہ ہم سے ایک عظیم الشان فدیہ چاہتی ہے۔

اور وہ ہماری اپنے جذبات خیالات اور خواہشات کی موت ہے

جب تک ہم ان کو خدا تعالےٰ کے لئے نہیں کر دیتے اسکے ثمرات کو نہیں پا سکتے پس اٹھو خدا سے اور اپنے بھائیوں سے صلح کا عہد باندھو

کہ ایام الصلح کی تقریب آ گئی ہے

تمام قسم کی نزاعوں کو خندہ پیشانی اور شرح صدر سے دور کر دو۔ اور سب کے سب ملکر اس مقصد عالی کے لئے قدم اٹھاؤ جو خدا نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے۔ اسکے بعد شعائر اللہ کی حفاظت اور عظمت کا قیام ہے جو خدا تعالےٰ نے قادیان کو سلسلہ کا دائمی اور ابدی مرکز تجویز فرمایا ہے اور قادیان کی سرزمین شعائر اللہ کا ایک مجموعہ ہی اپنے اندر نہیں رکھتی بلکہ تمہارے سلسلہ کی تمام عظیم الشان انسٹیٹیوشنز یہاں ہی ہیں بعض اوقات نفس انسان کو دھوکا دیتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح تو قادیان میں نہیں اب قادیان کیا جانا ہے یہ ایک شیطانی وسوسہ ہوگا۔ بلکہ اسوقت ہر احمدی کا فرض ہے کہ اگر اسے ذرا بھی فرصت ملے تو وہ فوراً قادیان پہونچ جاوے۔ اور سلسلہ کے کاموں میں پوری دلچسپی لے اور شعائر اللہ کی حفاظت کے لئے اپنے اوقات کو قربان کر دے اور قادیان کی آبادی اور رونق کو ضروری سمجھے۔

ان ایام میں مختلف جماعتوں کی طرف سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو قادیان میں آتی رہنی چاہیئے اور سلسلہ کے کاموں کو نہایت محنت اور اخلاص سے چلائیں

چہارم۔ سلسلہ کے کاموں کے لئے مالی مشکلات کا سوال پیدا نہ ہونے دیا جاوے حضرت کی غیر حاضری میں یہ روک کسی کام کے لئے نہیں ہونی چاہیئے اگرچہ جماعت کے اخلاص اور مالی قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے اس تحریک کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی لیکن چونکہ اخراجات دوران سال میں معمولی اور اوسط اندازہ سے قریباً ڈیوڑھے ہو گئے ہیں اور نئی ضروریات پیدا ہو گئی ہیں اسلئے جماعت جبتک ان ضروریات سے واقف نہ ہو اسکو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہو سکتا اسلئے یہ ضروری بات ہے کہ اسوقت مالی قربانی کیلئے ہمارا ہاتھ اور دل بہت کھلنا چاہیئے ہم خلیفۃ المسیح کے ان ایام غیر حاضری میں پہلے سے زیادہ ذمہ دار اور جوابدہ ہیں اس لئے آپ کی روانگی سے بیشتر ایسا انتظام ہو جانا چاہیئے کہ سلسلہ کی مالی ضروریات کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے اور بالآخر اور سب سے مقدم وہی امر ہے کہ ہم مخلص فی الدین اور مخلص فی الاخوۃ ہو کر خدا سے اور اپنے بھائیوں سے صلح کا عہد باندھیں اور ہمیشہ اپنا یہ نصب العین رکھیں کہ تنازعات فشل کا موجب ہوتے ہیں ان سے بچتے رہیں جبتک ہر شخص اپنی یہ ذمہ داری محسوس نہ کریگا کہ وہ اکیلا اور صرف اکیلا تمام سلسلہ کیلئے ذمہ دار اور جوابدہ ہے اسوقت تک اسکی روح میں کام کرنے کیلئے وہ اولو العزمی پیدا نہ ہوگی جسکا مطالبہ سلسلہ اور سلسلہ کا امام ہم سے کر رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے خدام سفر کے لئے دعاؤں کا بالالتزام کرنا ہمارا پہلا اور آخری فرض ہے اور یہ دعائیں قبولیت کا شرف اسی وقت حاصل کرتی ہیں جبکہ ہم

خدا ہی کے لئے ہو جائیں

ایک بات اور حضرت خلیفۃ المسیح کے حالات سفر لکھنے پر یہ خاکسار حضرت امام کی نکتہ نوازی سے مامور ہوا ہے اسکے لئے بھی خصوصیت سے دعا کیجاوے کہ وہ بس خدمت کا اہل ثابت ہو اور اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے سکے *

خاکسار عرفانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سفر یورپ کی تقریب پر الحکم کا رعایتی اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذرہ نوازی نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی اپنے سفر یورپ مین ہمرکاب رہنے کی عزت عطا فرمائی ہے۔ اور وہ اس سفر مین سلسلہ کے خادم قدیم اور ہسٹورین کی حیثیت سے جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے کہ وہ ان توقعات کو پورا کر سکے جو اسکے محسن آقا اور رفقائے کار نے اس سے کی ہین۔ میری غیر حاضری مین الحکم اور تادیب النساء کا کیا انتظام ہوگا اسکے متعلق مین روانگی سے پہلے انشاء اللہ العزیز اعلان کرونگا۔ اور اپنی احباب جماعت کے فرائض متعلقہ الحکم پر توجہ دلاؤنگا۔ الحکم قوم کی امانت ہے اور مین اسے قوم ہی کے سپرد کر کے اس سفر پر جا رہا ہون اسکی حفاظت اور استحکام اب قوم کا کام ہوگا اس تقریب کی خوشی مین مین نے پسند کیا ہے کہ کارخانہ الحکم کی موجودہ کتب رعایتی قیمت پر فروخت کر دی جائین جو احباب اس تحریک مین حصہ لینگے وہ ہی نہین کہ نہایت مفید اور ضروری کتب کو قریباً مفت حاصل کرینگے بلکہ وہ اپنے محسن خادم قدیم کارخانہ کو ایڈیٹر الحکم کی غیر حاضری مین مدد دینے والے ہونگے کارخانہ الحکم کی جملہ کتب سوائے سیرت مسیح موعود اور حیات النبی کے رعایتی قیمت پر دی جائینگی

(۱) ان کتابون مین قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیری نوٹون کے دس پارے بھی ہین۔ جنکی مجموعی قیمت دس روپیہ ہے مگر رعایتی قیمت علاوہ محصولڈاک صرف چار روپیہ ہوگی (پارہ ۲۴ لغایت ۳۰ و ۵ لغایت ۷)

(۲) مراۃ الجہاد جس مین مسئلہ جہاد کی حقیقت اور اعتراضات کے تفصیلی جوابات ہین اصل قیمت عمہ رعایتی قیمت ۳ ؍

(۳) مکتوبات احمدیہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات) اصل قیمت فی حصہ ۸ ؍ رعایتی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ ؍

(۴) خطبات کریمیہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے خطبات۔ اصل قیمت فی جلد ۱۴ ؍ رعایتی قیمت ۱۲ ؍

مالابار مین احمدیت کی تاریخ۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی پسندیدہ مجاہد مصری کی تصنیف اس کتاب کی آمد مجاہد مصری کے لئے مخصوص ہے اور مجاہد مصری نے ہی اسے چھپوایا تھا پس اس کتاب کی خریداری سے مصری مشن کی تائید کا ثواب بھی ہوگا۔ اس کتاب مین کوئی رعایت نہین قیمت ۱۰ ؍

برہان الحق۔ عیسائی مذہب کی تردید مین نہایت قابل قدر رسالہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت مین ایک عیسائی نومسلم گریجویٹ نے لکھا۔ قیمت اصلی ۳ ؍ رعایتی ۱ ؍

ادعیۃ القرآن۔ قرآن مجید کی دعائین اور انکا ترجمہ (قاضی اکمل صاحب کا کیا ہوا) قیمت رعایتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱ ؍

احمدی خاتون کی فائل

احمدی خاتون کے فائل پچھلے سال کے صرف پچاس درخواستون کی تعمیل ہوگی ان مین خواتین کے لئے نہایت ہی مفید لٹریچر جمع کیا گیا ہے تین سالون کے فائل ہین

دنیا پلٹ گئی

آئیں کدھر ہیں آج قدرداں کمال کے
کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

مجربات نورانی یعنی طب انسانی بزبان اردو

ایک ایسی مکمل کتاب ہے جو برسوں کی عرقریزی اور قلمی نسخہ جات کی چھان بین کے بعد آنکھوں کا تیل نکالکر تالیف ہوئی ہے۔ اسمیں طب یونانی کے بحر ذخار کو ایک کوزہ مین بند کر دیا گیا ہے۔ کتاب کیا ہے گویا طبیب حکما کی ایک انجمن ہے جو آپکو ہر وقت ہر مرض کا مفید مشورہ بلا فیس دینے کیلئے تیار ہے حکیم ڈاکٹر۔ وید سب ہی طب یونانی کے خوشہ چین ہیں جو دنیا بھر کے علوم و فنون کی سرتاج حیات مانی جا چکی ہے پس اگر آپ اپنی اور اپنے خویش و اقارب کی زندگی بآرام و عافیت گذارنا چاہتے ہیں تو آج ہی ایک جلد کتاب مذکور کی طلب فرمادیں جسمیں سینکڑوں مجرب نسخہ جات درج ہیں جو ہزار ہا روپیہ خرچ کرنیپر بھی آپ کو کسی دوسری جگہ نہیں مل سکینگے۔ قدیم و جدید سہل و پیچیدہ امراض کے آسان ترین داخلی و خارجی مخفیہ و صدریہ علاج آپکو اسی کتاب مین ملینگے جنپر عمل کرنیسے انسان واقعی تندرست انسان کہلانے کے مستحق ہو سکتا ہے۔ کتاب مجلد حجم ۲۰ × ۲۶ ؍ ۸ صفحہ مجرب المجربات صفحات ۸۸۰ قیمت درجہ اول للعہ درجہ دوم لیہ بلا جلد ہے ملنے کا پتہ:۔
حکیم نور محمد ولد حکیم مولوی فضل احمد صاحب مالک شفاخانہ مشیر صحت کشمیری بازار امرتسر

---

۴ ہر ایک مکمل فائل کی اصل قیمت ہے رعایتی قیمت ؍ تادیب النساء کی پہلی جلد بھی رعایتی قیمت پر ملیگی صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی اصل قیمت للعہ فی جلد رعایتی قیمت ہے ؍۔ یہ رعایت آخر جولائی تک ہوگی اسلئے جلد درخواستین بھیجدین تمام درخواستون کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔

درخواستین بنام منیجر الحکم قادیان ہون

خریداران الحکم

بقایا داران کے نام وی پی روانہ کئے گئے ہین وصول کر کے مجھے ممنون فرماوین

عرفانی

آزمائو شفا پائو ہو الشافی آزمائو اور خط لکھو

مشکلین آسان ہوئین کہ دردسب جاتے رہے

۱۔ معجون شاہی یا اکسیر جریان:۔ خوشخبری ہو کہ ہماری آٹھ دس سال کی کامل محنت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے ہمین معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم جو خالص عنبر بوٹیون اور قیمتی اجزاسے مرکب ہے عطا فرمائی جو کہ جریان اور خواب مین بلا ارادہ منی کے خارج کرنے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریون کے ازالہ کرنے مین فی الواقعہ ایک اکسیر ہے۔ اور لطف یہ کہ باوجود ممسک ہونیکے مقوی باہ بھی ہے بچپن کی بداحتیاطیون اور غلط کاریون کے جملہ بدنتائج کی اصلاح کرنے مین اسکو ایک خاص خصوصیت ہے قیمت فی پاؤ ۔ ؍

۲۔ روغن اکسیر اعصاب:۔ بعض حالتون مین اس معجون کے استعمال کے ہمراہ ہمارا تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی طلا کرنا پڑتا ہے جو کہ بذات خود ہر ایک قسم کی سستی ضعف اور کمزوری عضائے تناسل کے ازالہ کرنے کیلئے بجلی کا کام دیتا ہے فی شیشی روغن اکسیر اعصاب عہ ؍

۳۔ کشتہ طلاء:۔ جسکو ہمنے نہایت محنت اور احتیاط سے طیار کیا ہے۔ پھر اسمین یاقوت اور کشتہ فولاد شامل کرنے سے اسکی قوت اور طاقت مین اور بھی چار چاند لگ گئے ہین۔ اسکے فوائد بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ صرف طب کی مستند کتاب محیط اعظم سے مختصر اقتباس برائے ملاحظہ ناظرین لکھدیا جاتا ہے۔

دل دماغ حرارت غریزی کو تقویت دینے والا فہم اور فکر۔ معدہ جگر اور تلی کے ضعف کو دور کرنیوالا امراض سوداوی خفقان توحش غم حزن جنون۔ دوار صرع کو نفع دینے والا ضعف باہ اور ضعف گردہ کو دفع کرنیوالا قلب مین اسقدر تفریح پیدا کرتا ہے کہ خواہ مخواہ ہنسنے کو دل چاہتا ہے الغرض عجیب و غریب چیز ہے۔ اس نادر تحفہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ قیمت فی خوراک ۲ ؍ اور سینکڑہ خوراک کے ؍

۴۔ حب مقوی اعصاب:۔ یہ گولیان ہر ایک قسم کی ضعف اعصاب مین واقعی مسیحائی کا اثر اپنے اندر رکھتی ہین ضعف باہ ضعف دماغ اور ضعف معدہ کیلئے اکسیر ہین۔ باقاعدہ استعمال کے بعد مایوس العلاج مریض لقوہ وغیرہ مرضونمین مبتلا بھی بفضل خدا صحتیاب ہو گئے ہین۔ قیمت فی سینکڑہ صہ ؍ ایک روپیہ مین ۱۶ گولی

۵۔ اکسیر سوزاک:۔ سالہا سال کے تجربہ کے بعد یہ اکسیر سوزاک حاصل ہوئی ہے۔ جو کہ نئے اور پرانے سوزاک کو بفضل خدا ایک ہفتہ مین دور کرتی ہے۔ قیمت ایک ہفتہ عہ ؍

۶۔ سرمہ مروارید:۔ یہ سرمہ بصارت کیلئے ایک اکسیر ثابت ہوا ہے۔ جوانونکی نقص بصارت کو دور کرتا ہے۔ اور بوڑھونکے لئے از سر نو بصارت عطا فرماتا ہے۔ پرانے ککرون کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔ کیونکہ یہ نہایت قیمتی اجزا سے مروارید اور ممیرا ن وغیرہ سے تیار کیا گیا ہے۔ قیمت فی تولہ للعہ ؍

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہین اور علم طب مین پرانہ تجربہ رکھتے ہین۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی آپ کی بعض دواؤن کو استعمال کرواتے تھے اخلاص اور محبت سے تیار کیگئی۔ ادویہ بیمارون کے لئے مفید ہوگی۔ (مرزا محمود احمد)

ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ